اَحکام وشرائع

پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی☆

نمازِ عشاء کا مستحب وقت؟

چند روز قبل ایک جامع مسجد میں قاری صاحب مغرب کے بعد درسِ حدیث دے رہے تھے کہ انہوں نے بلوغ المرام سے مندرجہ ذیل حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

عن أبي برزة الأسلمي...... وكان يستحب أن يوخر من العشاء، وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها (متفق علیہ)

یعنی ''نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا پسند کرتے تھے، (کبھی آدھی رات تک کبھی ایک تہائی رات تک اس کو مؤخر کرتے تھے) اور عشاء سے پہلے سونے اور بعد از عشاء (غیر ضروری) باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔''

حاضرین میں سے ایک نمازی کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہم تو نماز سات بجے ادا کرتے ہیں جبکہ رات گیارہ بجے کے قریب سوتے ہیں اور پھر جا کر باتیں وغیرہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہم نماز تاخیر سے ادا کریں اور سیدھے جا کر سو جایا کریں۔ اس طرح بیک وقت دو سنتوں پر عمل ہو جائے گا۔

اس نمازی نے دوسرے سے بات کی، اس نے مسجد کے مہتمم سے بات کی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ فوری طور پر دو ڈھائی گھنٹے لیٹ کرنا مناسب نہیں۔ ہاں ہم چار پانچ دنوں کی تاخیر سے پندرہ پندرہ منٹ کا وقفہ کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ کی تاخیر کر لیں گے۔ مگر یہ بالاقساط تاخیر شاید اس نمازی صاحب کو مناسب معلوم نہ ہوئی اور دوسرے دن چند نمازی اصل نماز باجماعت میں بالارادہ شامل نہ ہوئے اور رات ساڑھے نو بجے الگ نماز باجماعت ادا کی۔ اب اس فتنے پر کس طرح قابو پایا گیا، یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ نمازِ عشاء کا مستحب و افضل وقت کون سا ہے یا کس وقت یہ نماز پڑھنا مناسب ہے؟

دین اسلام ہمیں اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سب ارکان اسلام مسلمانوں کو اتحاد، اتفاق اور اجتماعیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سب کا ایک ہی وقت مل کر نماز باجماعت پڑھنا، سب کا ایک ہی وقت روزہ رکھنا، حاجیوں کا ایک ہی وقت میں حج کے مناسک ادا کرنا اور ایک ہی

☆ لیکچرر گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور

www.KitaboSunnat.com

جیسا لباس پہننا، حتیٰ کہ عید کے اجتماع میں ایسی عورتوں کو بھی آنے کی ترغیب دینا، جنہیں اُن دنوں نماز معاف ہے کہ وہ عورتیں بھی آئیں اور مسلمانوں کے اجتماع میں شریک ہوں، دعا میں شامل ہوں، البتہ نماز سے الگ رہیں۔ یہ سب احکام اجتماعیت ہی کا تو درس دیتے ہیں۔ جبکہ مسجد محلے کی سطح پر ان مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ ہے۔ ہر روز پانچ مرتبہ مسجد میں آئیں۔ نماز باجماعت ادا کریں۔ آپس میں ایک دوسرے سے تعارف، ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت، دکھ سکھ میں شرکت وغیرہ مسجد کے بڑے بڑے فائدوں میں سے ایک فائدہ ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو اول وقت میں بھی پانچوں نمازیں پڑھائیں اور آخر وقت میں بھی اور ساتھ ہی یہ کہا۔ یہ وقت پہلے انبیاء علیہم السلام کی نماز کا ہے اور آپؐ کی نماز ان وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث کے مطابق عشاء کی نماز جبرئیل علیہ السلام نے اول وقت اس وقت پڑھائی جب آسمان سے سرخی ختم ہوگئی اور آخر وقت تہائی رات گزرنے پر پڑھائی اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے بارے میں کون سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

اوقاتِ نماز اور صلوٰۃ عشاء

سب سے پہلی تو یہ بات ہے کہ نمازوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کو اوّل وقت کی نماز ہی یقیناً محبوب تھی۔ ابوداؤد اور حاکم میں صحیح روایت ہے: حضرت اُمّ فروۃ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں: "أفضل الأعمال الصلاۃ فی أوّل وقتها"

''بہترین عمل نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا ہے۔''

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز کا معاملہ قدرے مختلف ہے۔ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا رسول اکرم ﷺ کو محبوب تھا۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے پتہ چلتا ہے

① عن عائشة رضی الله عنها قالت: اعتم النبی ﷺ ذات لیلة حتیٰ ذهب عامّة اللیل وحتی نام أهل المسجد ثم خرج فصلی وقال: إنه لو قتها، لو لا أن أشق علی أمتی (مسلم: کتاب المساجد، رقم ۲۱۹)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر کی کہ رات کا بیشتر حصہ گزر گیا اور مسجد میں موجود لوگ سونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نکلے نماز پڑھائی اور فرمایا اگر مجھے اُمت کی تکلیف کا احساس نہ ہوتا تو نمازِ عشاء کا یہی وقت مقرر کرتا''

② صحیح بخاری میں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہے۔ فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

”إن رسول الله ﷺ شغل عنها ليلة فأخّرها حتى رقدنا فى المسجد ثم استيقظنا ثم رقدنا ثم استيقظنا ثم خرج علينا النبیﷺ ثم قال ليس أحد من أهل الأرض ينتظر الصلوة غيركم وكان ابن عمر لا يبالى أقدمها أو أخرها إذا كان لا يخشىٰ أن يغلبه النوم عن وقتها وقد كان يرقد قبلها“

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو ایک رات کچھ مصروفیت تھی۔ آپؐ نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ ہم لوگ مسجد میں سوگئے۔ پھر آنکھ کھلی۔ پھر سوگئے، پھر جاگے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ حجرے سے برآمد ہوئے اور فرمایا: اس وقت تمہارے سوا دنیا میں کوئی نماز کا منتظر نہیں ہے۔

اور عبداللہ بن عمر (راویٔ حدیث) کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے کہ عشاء کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر سے۔ جب ان کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ سوجانے سے وقت جاتا رہے گا اور کبھی وہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے بھی سوجاتے تھے۔“

③ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

”ان دنوں مدینہ کے سوا ساری دنیا میں اور کہیں نماز نہ ہوتی تھی۔ اور اگر انسان کو تھکاوٹ کا احساس ہورہا ہو تو عشاء کی نماز سے قبل سوجانے کی بھی رخصت ہے۔ بشرطیکہ نماز باجماعت فوت نہ ہوجائے۔“ (بخاری: رقم ۸۶۴)

ان احادیث سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب و افضل قرار دے رہے ہیں۔

اوّل وقت پر نمازِ عشاء

مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ یہ انتہائی دیر سے پڑھنا صرف ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ یہ آپؐ کا معمول نہیں تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین تو نبی اکرم ﷺ کے اشارہ وحکم کے منتظر رہتے تھے اور اپنے آرام یا مرضی کا کوئی خیال نہیں رکھتے تھے، البتہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی آسانی اور آرام کو ضرور ملحوظ رکھا۔ جب دوسری احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ عشاء کی نماز لوگوں کو ان کے سہولت کے وقت پڑھاتے۔ جب بھی ان کا اکٹھا ہوجانا ممکن تھا۔ عشاء کی نماز میں اتنی گنجائش موجود ہے کہ اس میں لوگوں کی سہولت کا لحاظ رکھتے ہوئے وقت کا تعین کیا جائے۔ درج ذیل احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں......

www.KitaboSunnat.com

① حضرت جابر راوی ہیں:

والعشاء أحيانا يقدمها وأحيانا يؤخرها إذا راٰهم اجتمعوا عجل وإذا راٰهم أبطؤوا أخّر (مسلم: کتاب المساجد، رقم ۲۳۳)

''نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز کو کبھی جلدی پڑھ لیتے اور کبھی تاخیر سے ادا فرماتے۔ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہوگئے ہیں، تو جلدی پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں نے دیر کردی ہے تو تاخیر سے ادا فرماتے۔''

② ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ

عن عائشة قالت: كانوا يصلون العتمة فيما بين أن يغيب الشفق إلىٰ ثلث الليل الأول (بخاری: رقم ۵۶۹) ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے سے لے کر پہلی رات کی تہائی کے درمیان تک پڑھا کرتے تھے۔''

اس حدیث میں عشاء کی نماز کا اوّل وقت اور آخری وقت بتا دیا گیا۔ جبکہ دوسری احادیث میں آدھی رات تک کی بھی روایات ملتی ہیں۔ مگر آپؐ کی سنت اور معمول یہی تھا کہ آپؐ لوگوں کی سہولت کے تحت اس کو مقدم ومؤخر کرتے تھے۔

③ ابوداود، دارمی، ترمذی اور نسائی میں مروی ایک حدیث میں ہے کہ

عن النعمان بن بشير قال أنا أعلم بوقت هذه الصلاة، صلاة العشاء الاٰخرة كان رسول الله ﷺ يصليها لسقوط القمر الثالثة

''نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں نمازِ عشاء کا وقت تم سب سے بہتر جانتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ چاند کی تیسری رات کو غروبِ قمر والے وقت پڑھا کرتے تھے۔''

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ تیسری رات کا چاند سورج غروب ہونے کے دو گھنٹے بعد عام طور پر غروب ہوتا ہے، یہی آنحضرت ﷺ کا معمول تھا۔ کبھی اس میں تاخیر ہوجاتی اور کبھی اس سے پہلے بھی ادا فرما لیتے تھے۔

خلاصۂ بحث: آج کل تمام مساجد میں بھی یہی وقت معروف ہے کہ غروبِ آفتاب کے تقریباً دو گھنٹے بعد یہ نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہاں اگر کسی ادارے یا مدرسے کی خصوصی مسجد ہے جس میں باہر سے نمازی نہیں آتے تو وہ اپنی سہولت کے مطابق جب ملازمین کو چھٹی ہو یا طالب علم اپنے سبق سے فارغ ہوں، دس گیارہ بجے بھی نماز کا وقت مقرر کرسکتے ہیں۔ اگر عام جامع مسجد میں رات دس گیارہ بجے کا وقت مقرر کردیا جائے تو اکثر لوگ نماز کے انتظار میں ہی سو جائیں، کئی لوگ اپنی

www.KitaboSunnat.com

الگ نماز پڑھ کر سو جائیں گے اور جنہیں نماز باجماعت کا خاص خیال ہو، وہ دور کی مسجد میں جا کر نماز ادا کریں گے جس میں انہیں خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جبکہ معروف وقت سے ہٹ کر افضل وقت کو حاصل کرنے کی کوشش میں مسجد میں نمازیوں کی تعداد آدھی بھی نہ رہ جائے گی جو کہ تاخیر سے ادا کرنے کا سب سے بڑا نقصان ہوگا۔ ہاں اگر کسی کی نماز کسی مجبوری یا غفلت کی وجہ سے رہ جائے تو وہ اس کو آدھی رات تک مؤخر کر کے پڑھ لے تو یہ اس کیلئے زیادہ بہتر ہے۔

اس کی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سفر میں نماز قصر کرنے کی اجازت دی ہے۔ اب جو لوگ نماز قصر نہیں کرتے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی اور فضل و کرم کو ٹھکراتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ رات گئے یہ نماز پڑھائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ لو لا أن أشق على أمتي یعنی اگر مجھے اُمت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو یہ ہی اس کا مناسب وقت ہے۔ اس وقت پر نماز عشاء پڑھنا آپؐ کا معمول نہیں تھا۔ معمول وہی تھا یعنی تیسری رات کے چاند کے غروب ہونے کے وقت۔ نبی اکرم ﷺ تو ہماری مشقت کا خیال رکھتے ہوئے اس وقت کو ہم سے ٹال رہے ہیں۔ اور ہم کہیں کہ ہم اسی وقت ادا کریں گے، چاہے ہم سب مصیبت میں ہی پڑے رہیں؛ یہ بات نبی اکرم ﷺ کے فضل و کرم اور مہربانی کو ٹھکرانے اور احسان ناشناسی کے مترادف ہے!!

اللہ تعالیٰ ہمیں منکرات سے منع فرماتے ہیں اور معروف کا حکم دیتے ہیں اور غروبِ آفتاب کے دو گھنٹے بعد عشاء کی نماز ادا کرنا ہمارے ہاں معروف ہے۔ اگر اس معروف طریقہ میں کوئی مخصوص مسجد والے تبدیلی کرنا چاہیں تو عام حالات میں مسجد کی اجتماعیت کو نقصان پہنچنا لازمی امر ہے۔ جبکہ نئے نئے فرقے بھی اسی طرح معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ البتہ اگر کسی خاص مسجد و مدرسہ میں تاخیر سے نماز ادا کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو یا بستیوں میں موجود مساجد میں نماز پڑھنے والے عوام اور نماز پڑھانے والے علمائے کرام اس کو تاخیر سے ادا کرنے پر اتفاق کرلیں تو پھر اس میں ہر طرح کی خیر و برکت شامل حال ہوگی۔ بہرحال مسلمانوں کے کاموں میں اجتماعیت کا رنگ غالب رہنا چاہیئے بالخصوص ایسی صورت میں جہاں سنتِ نبوی میں اسکی رعایت پائی جاتی ہو اور موجودہ فرقہ وارانہ رجحانات کے پس منظر میں ہمیں اتفاق کے مظاہر کو ہی نمایاں کرنا چاہیئے۔

www.KitaboSunnat.com